کھانا پکاتے میں میری اُنگلیاں جل گیئں۔ مجھ سے اب یہ کام نہیں ہوتا' ایک لونڈی کا انتظام کر دیجیے۔ سلطان رو پڑا اور کہا: بہت دن گزر گئے ہیں۔ محنت کے تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں۔ کل قیامت کے روز اللہ تمھیں اس کی جزا دے گا۔ بیت المال عوام کا ہے میرا نہیں۔ افسوس! میں تجھے لونڈی نہیں دے سکتا۔

سلطان قرآن پاک لکھ کر روزی کماتا تھا۔ ایک دن ایک امیر سلطان کا لکھا ہوا قرآن دیکھ رہا تھا۔ امیر نے کہا ایک لفظ غلط لکھا ہوا ہے۔ سلطان دیکھ کر مسکرایا اور اس لفظ کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ جب امیر چلا گیا تو سلطان نے دائرہ مٹا دیا اور وہی لفظ بحال رکھا۔ ایک خادم نے یہ ماجرا دیکھا تو سبب پوچھا۔ سلطان نے کہا میں جانتا تھا کہ لفظ درُست ہے مگر میرا خیال تھا ایک شریف آدمی کو اپنی غلطی کے احساس سے خجالت ہوگی۔ میں نے اس کی خاطر لفظ کے گرد دائرہ ڈالا اور پھر مٹا دیا۔

○

سلطان غیاث الدین بلبن

سلطان غیاث الدین بلبن نے بائیس سال حکومت کی۔ اس دوران اس نے اپنے دربار میں کسی کمینہ خصلت انسان کو جگہ

Marfat.com

نہ پانے دی۔ ایک دن ایک درباری نے کہا حضور فخرِ ایک ملازم سرکاری ہے۔ سود اور اجارہ داری کے سبب اس نے لاکھوں روپے کمائے ہیں۔ وہ کہتا ہے اگر حضور بہ سرِ دربار اس سے کلام فرمانے کا اعزاز بخشیں تو وہ دربار میں کئی لاکھ روپے کا نذرانہ پیش کرے گا۔ سلطان نے یہ تجویز مسترد کر دی اور کہا: میری رعایا کیا کہے گی کہ میں ایک ایسے گھٹیا آدمی سے کلام کرتا ہوں۔

○

بادشاہوں کو عموماً اس بات پر فخر اور خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اپنے دوسرے ہم پلہ بادشاہوں کو شکست دیں اور ان کے ملکوں کو برباد کریں۔ سلطان غیاث الدین بلبن کا یہ حال نہ تھا۔ کسی نے پوچھا: سلطان آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میری سلطنت کا سب سے بڑا فخر یہ ہے کہ جو بدقسمت حکمران ترکستان، ماوراالنہر، خراسان، عراق، آذربائیجان، ایران اور روم سے چنگیز خان کے دستِ ظلم سے بچ کر آیا ہے، انھوں نے میرے دربار میں آ کر عافیت پائی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ سلطان نے ایسے تمام معزول بادشاہوں کو عالیشان محل رہنے کو دیے اور ان کے گزارے کے لیے گراں وظائف منظور کیے۔ جس علاقہ میں جو حکمران رہتا تھا، اس کو اسی

علاقے کے نام اور نسبت سے پکارے جانے کا اعزاز بخشا ایسے ہی لوگوں سے ایسی شخصیتیں ابھریں جو ایشیا میں علم و فضیلت کے سبب بہت معروف ہوئیں۔

علماً کی ایک مجلس شہزادہ خاں شاہد کے محل پر لگتی تھی دوسری مجلس خرم خاں بگڑہ کے ہاں منعقد ہوئی جس میں گویئے رقاص، اداکار اور داستان گو جمع ہوتے۔ دوسرے معززین بھی ان کی دیکھا دیکھی بہت سی مجالس قائم کرتے۔

حق یہ ہے کہ سلطان بلبن کے زمانے میں ہندوستان کا دربار دنیا میں سب سے زیادہ مہمان نواز اور عظمت و شان والا سمجھا جاتا تھا۔

کہا جاتا ہے ملک فیض شروانی گورنر بدایوں نے اپنے ایک ملازم کو بحالتِ مدہوشی خود اپنے ہاتھوں ہلاک کر دیا۔ کچھ عرصہ گزر گیا۔ سلطان بلبن اس علاقے میں دورے پر آیا۔ مقتول کی بیوہ نے اس کے پاس شکایت کی۔ سلطان نے گور کو طلب کیا۔ مقدمہ چلایا اور برسر دربار اس کو اسی طرح سزائے موت دی جیسے وہ اپنے ملازم کو دے چکا تھا۔ اس کے بعد گورنر کی لاش کو شہر میں ایک عام جگہ پر لٹکا دیا گیا۔

ہیبت خاں گورنر اودھ نے ایک شخص کو نشے کی حالت میں قتل کر دیا۔ مقتول کی بیوہ نے سلطان بلبن کے

Marfat.com

پاس شکایت کی۔ گورنر پر سلطان نے مقدمہ چلایا۔ جُرم ثابت ہونے پر برسرِعام پانچ سو دُرّے لگائے گئے اور غلام بنا کر بیوہ کے حوالے کر دیا گیا۔ گورنر نے بیس ہزار روپے ادا کر کے بیوہ سے آزادی حاصل کی۔

سُلطان بلبن کو بتایا گیا کہ سُلطان التمش کے زمانے کے کئی اہل کار اب بوڑھے اور بے کار ہو گئے ہیں۔ سلطان نے حکم دیا کہ ایسے اہلکاروں کی فہرست بنائی جائے۔ جب فہرست تیار ہو کر پیش ہوئی تو سلطان نے حکم دیا ان کو مزید ملازمت سے فارغ کر دیا جائے اور نصف تنخواہ بطور پنشن دی جائے۔ اہلکاران اس پر مطمئن نہ ہوئے۔ فخرالدین کوتوال کی وساطت سے معاملہ دوبارہ دربار میں پیش کیا گیا۔ فخرالدین غمزدہ سا چہرہ بنا کر دربار میں پیش ہوا۔ سلطان نے پوچھا کیا ماجرا ہے۔ بولا کہ خدا کے ہاں تمام بوڑھوں کو مسترد کر دیا گیا تو میرا کیا بنے گا۔ سلطان معاملہ کی تہ تک پہنچ گیا۔ ایک دفعہ خاموش ہو کر بولا : ان اہلکاران کو پوری تنخواہ پنشن دی جائے۔

مغلوں نے ملتان پر حملہ کیا تو شہزادہ محمد مقابلہ کے لیے پیشقدمی کر رہا تھا۔ سلطان بلبن اب بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس نے شہزادہ کو بلایا اور کہا :

"بیٹا! میں اپنے طویل تجربہ کی باتیں تمھیں سناتا ہوں۔

Marfat.com

غور سے سُنو۔ جب تم تخت پر بیٹھو تو اپنے کو خدا کا نائب سمجھو۔ اپنی ذمہ داری کا پورا احساس کرو۔ اپنے رتبہ کو کسی کمینی حرکت سے کمتر نہ ہونے دو۔ حریص اور کمینہ خصلت لوگوں کو اپنے قریب تک نہ آنے دو۔

اپنے جذبات قابو میں رکھو۔ ہمیشہ معقولیت پسند رہو۔ غصہ کو قابو میں رکھو۔ غصّہ ہر شخص کے لیے نقصان دہ ہے مگر بادشاہوں کے لیے سمِّ قاتل ہے۔

خزانہ کی دولت عوام کی بہبودی کے لیے خرچ کرو۔ نہ اسراف کرو، نہ بخیلی۔ لوگوں کے لیے عبادتِ الٰہی کا نمونہ بنو۔ بدی، کفر اور شرک کے مجرموں کو کبھی معاف نہ کرو۔ سلطنت کے امور میں ہمیشہ پورے طور پر آگاہ رہو تاکہ کوئی شریر وزیر تمھیں دھوکا نہ سکے۔ کوئی ایسی بے ہودہ حرکت نہ کرو جس سے تمھاری شاہانہ عظمت و شان میں فرق آئے۔

ہر ایک کام ایسے سلیقے سے کرو کہ دیکھنے والا تقدس و ہراس کے ملے جُلے جذبات سے متاثر ہو۔ تمھارا وقار بڑھے اور تمھارے احکام کی دل وجان سے تعمیل ہو۔ اہلِ علم و خرد اور اہلِ شجاعت لوگوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر جمع کرو۔ ان پر مہربانی کرو۔ وہ تمھاری حکومت کے مضبوط ستون بنیں گے۔ کسی بڑے آدمی کو چھوٹی سی حرکت پر ذلیل نہ کرو نہ ہی بالکل چشم پوشی

Marfat.com

کرو۔

کسی ہلکے آدمی کو ایک دم بلند و بالا منصب پر سرفراز نہ کرو۔ کوئی کام نہ کرو جب تک تمہیں یقین نہ ہو کہ یہ خدا کی مرضی ہے اور کوشش کرنے پر اسے پورا کر سکو گے۔ ایک دفعہ فیصلہ کرنے پر اس کام پر پورے استقلال سے ڈٹے رہو۔ ایسا بادشاہ بہتر ہے جو ضدی ہو اس سے جو تلون مزاج اور بزدل ہو۔"

یہ کہہ کر اس نے شہزادے کو گلے لگا لیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

○

جلالُ الدّین فیروز خلجی

فیروز خلجی کے عہدِ حکومت کے دوسرے سال سلطان بلبن کے ایک بھتیجے ملک جھجّو نے مطلق العنان ہونے کا اعلان کر دیا۔ جلال الدین نے اپنے بیٹے ارقلی خان کو باغیوں کی تادیب کے لیے بھیجا۔ اس نے سخت جنگ لڑی۔ کئی ایک امرا کو قیدی بنایا ان کو اونٹ پر سوار کر کے درختوں کی بڑی بڑی ٹہنیاں گلے میں لٹکا کر اسی حالت میں اپنے باپ کے پاس بھیج دیا۔

جلال الدین نے ان قیدیوں کو دیکھا حکم دیا۔ فوراً شاخیں کھول دی جائیں۔ ان کو نئے لباس پہنا دیے جائیں، کھانا

Marfat.com

کھلایا جائے اور کہا : بُرائی کا بدلہ دینا آسان ہے مگر حقیقی عظمت یہ ہے کہ برائی کا بدلہ نیکی سے دیا جائے۔

○

ایک عظیم شاہی فیصلہ

علاؤالدین کی حکومت کا چوتھا سال تھا۔ ماوراالنہر سے قتلغ خواجہ بہت بڑی فوج لے کر چلا۔ اس نے دریائے سندھ پار کیا اور دہلی کے قریب آ پہنچا۔

اس ٹڈی دل فوج کو دیکھ کر شہر کے لوگ پریشان ہوگئے۔ قرب و جوار کے لوگ بھی دہلی میں جمع ہونے لگے۔ مساجد، گلیاں، کوچے لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئے۔ باہر سے غلّہ آنا بند ہوگیا۔ اشیاء کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ لوگوں میں ابتری پھیل گئی۔

علاؤالدین نے دہلی سے باہر آ کر سری کے مقام پر قیام کیا۔ سلطان کو الوداع کہنے کے لیے اس کا خاص مشیر اور کوتوال شہر علاؤ الملک سری تک آیا۔ وہاں سے واپس ہوتے ہوئے کوتوال بادشاہ سے یوں مخاطب ہوا :

"پچھلے زمانے میں بادشاہوں نے ایسی جنگ لڑنے سے گریز کیا ہے جس میں ان کو یقین نہ ہو کہ فتح کس کی

ہوگی۔ بلکہ اگر یہ محسوس کیا کہ پلّہ برابر رہے گا تب بھی جنگ
سے گریز کیا...

عالیجاہا! میرا مشورہ یہ ہے کہ اول اونٹ سوار فوج
پیش قدمی کرے اور حضور اس جگہ قیام کریں۔ منگول فوج
چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح ان گنت ہے۔ وقت ٹالنے اور
حالات کا مطالعہ کرتے رہیے۔ اگر کچھ وقت سفیروں کے آنے جانے
میں گزر گیا تو انتظار کرتے کرتے تھک جائیں گے اور واپس چلے
جائیں گے۔ اس وقت کچھ منزلوں تک حضور ان کا تعاقب کریں
میں حضور کا ایک سچا اور دیرینہ خادم ہوں اپنا ناچیز
مشورہ حضور کے روبرو پیش کر دیا ہے۔"

سلطان خاموشی سے اس کی بات سنتا رہا۔ اس کی اس
تجویز پہ شاباش دی۔ پھر اس نے امراء اور وزراء کو اپنے سامنے
جمع کیا اور کہا:

"تم سب علاؤالملک کو جانتے ہو۔ وہ وزیرزادہ ہے
ہمارا معتمد کوتوال ہے۔ ہمارا اس وقت سے خیرخواہ ہے جب
ہم ابھی ملک تھے۔ اس وقت اس نے ایک مفید مشورہ
دیا ہے اور اس کی تائید میں پُرزور دلائل بھی دیے ہیں۔ مشورہ
یہ دیا ہے کہ منگول سے جنگ نہ لڑنا چاہیے۔

Marfat.com

اس معاملہ میں ہم اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ آ
سب ہماری حکومت کے پُرشکوہ ستون ہیں۔ آپ بھی سُن لیں
علاؤالملک تم ایک کہنہ مشق اور وفاشعار اہل کار ہو۔ تم
وزارت کے تدبر کا بھی دعویٰ ہے۔ اب ہم سے اس معاملہ میں
فیصلہ سنو۔

ایک کہاوت ہے اُونٹ چُرا کر اندھیروں میں چھپایا
نہیں جا سکتا۔ اسی طرح یہ دہلی کی اتنی بڑی سلطنت لڑائی سے
گریز کر کے ادنٹ کی پُشت کے پیچھے چھُپ کر کیسے بچائی جا
سکتی ہے۔ اور ایسا گریز ہماری شانِ شایاں بھی نہیں۔ ہم کسی
دھوکہ اور فریب سے تسلّی پاکر جنگ سے کیسے آنکھ بچا سکتے
ہیں۔ اس زمانے میں اور آنے والے زمانے کے لوگ میری
داڑھی کا مذاق اڑائیں گے۔ اگر میں تمھاری تجویز پر اتفاق
کر لوں خصوصًا اس لیے کہ دشمن ہزاروں کوس چل کر دہلی کے
دروازے پر آکر ہمیں للکارتا ہے۔ ایسے موقع پر تم ہمیں
مشورہ دیتے ہو کہ ہم بزدلوں کی طرح ادنٹ سوار فوج آگے
بھیج دیں اور ہم مرغی کی طرح انڈوں پر بیٹھے رہیں اور سوچ
کریں کہ کون سی تجویز ہو جس سے دشمن ٹل جائے۔ آنے
والے کل کو ہم کس کو اور کیسے مُنہ دکھا سکیں گے اور پھر
اس مردی کے برتے پر ہم اپنے حرم میں داخل ہوں گے

Marfat.com

ماری رعایا ہمیں کیا سمجھے گی۔ ہماری بہادری اور جرأت مفسد
وئوں کو کیسے دبائے رکھے گی۔ لہٰذا جو ہو سو ہو' ہم کل دشمن
سے مقابلہ کے لیے کوچ کر دیں گے۔

علاؤالملک! ہم نے تم کو شہر کا کوتوال بنا کر شہر
حرم اور خزانہ تمہاری حفاظت میں سونپ دیا ہے۔ تمہارا فرض
ہے کہ خزانہ کی کنجی محفوظ رکھو اور ہمارے وفادار رہو۔

اِس خیال کو ذہن سے نکال دو کہ دشمن سے ہم
چالبازی کر کے جنگ لڑے بغیر بچ جائیں گے جب کہ ہمیں
اس نے گھیر رکھا ہے۔

میرے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ
میں ڈٹ کر مقابلہ کروں چاہے جان چلی جائے۔ وہ ہزار
داستان جو تم سناتے ہو اس کی بازار میں کوئی قیمت نہیں۔
ریشمی غالیچہ پر کہانیاں سُنانا الگ بات ہے اور جنگ کے میدان
میں جہاں ہر طرف خون کی ندیاں بہہ رہی ہوں' فیصلہ کرنا اور
چیز ہے"

منگول فوج دو لاکھ کے قریب تھی جو راستے کی ہر چیز
کو روندتی اور پامال کرتی چلی آ رہی تھی۔ دِلّی کے باہر سلطان
نے جنگ کی۔ اس کا بہادر جرنیل خضر خاں ایک جنگ میں
شریک تھا۔ وہ دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا ان کے درمیان

Marfat.com

جا پہنچا۔ قتلغ خان نے اس جانباز کو دیکھا اور پکارا :

" بہادر آدمی تھم جاؤ۔ ناممکن سے نہ لڑو۔ ہم تمھاری بہادری کی قدر کریں گے۔"

اس نے جواب دیا :

"میرے لیے فخر کی بات یہ ہے کہ میں اپنا فرض پورا کرتے ہوئے ختم ہو جاؤں۔"

تھوڑے ہی عرصے میں وہ اپنے ملک اور بادشاہ کے لیے شہید ہو چکا تھا۔

خضر خاں کی بہادری کا چرچا منگول لوگوں میں اتنا ہوا کہ جب کسی منگول کا گھوڑا چلتے چلتے رُک جاتا تو وہ کہتے :

ارے کیا تجھے خضر خاں کا بھُوت نظر آ گیا ہے۔

سلطان علاؤالدین خِلجی نے بڑی شدید جنگ کے بعد رتنا میر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ راجہ ہمردیو اور اس کا خاندان تہ تیغ ہوا۔ میر محمد شاہ راجہ کا جرنیل تھا۔ اس کے تمام سپاہی جنگ میں کام آ چکے تھے۔ وہ خود زخمی پڑا تھا۔

علاؤالدین نے طنزیہ کہا :

"اگر میں خود تمھارے زخموں کا علاج شروع کر دوں تو تم ہمارے شکر گزار ہو گے ؟"

اس نے جواب دیا "میں تمھیں موت کے گھاٹ اُتار دوں گا

Marfat.com

اور راجہ کے بیٹے کو تخت پر بٹھا دوں گا۔

قلعہ رنتھنبھور کا محاصرہ کافی طویل ہوا۔ اس عرصہ میں راجہ کا وزیر انسامل اور چند اور اشخاص سلطان کے ساتھ آن ملے۔ جب قلعہ مسخر ہوگیا تو سلطان نے حکم دیا کہ انسامل اور اس کے ساتھیوں کو پھانسی دے دو۔ وہ اپنے سابق مالک سے وفا نہ کر سکے، کسی اور سے کیا کریں گے۔

سُلطانُ نِظام الدّین اولیاؒ

حضرت نظام الدین اولیاؒ رحمۃ اللہ علیہ کا چرچا دُور دُور تھا۔ دور دراز علاقوں سے کثیر مقدار میں تحائف آتے اور غرباؒ اور حاجت مندوں میں بانٹ دیے جاتے۔

زائرین کو پُرتکلف کھانا دیا جاتا مگر آپ خود سُوکھی روٹی کھاتے اور اکثر روزہ رکھتے۔ ایک مُرید نے کہا: حضرت! ہم آپ کو اس طرح فقر میں رہتے دیکھ نہیں سکتے۔ شیخ نے کہا: میرے حلق سے لقمۂ تر کیسے گزر سکتا ہے جب کہ مسجد اور بازار میں کئی لوگ بھُوکے مر رہے ہوں۔

امیر خسرو

حضرت امیر خسرو نہ صرف غیر معمولی قابلیت کے شاعر تھے بلکہ یکتائے روزگار مغنّی بھی تھے۔ وہ درباری بھی تھے، جرنیل بھی تھے اور حضرت سلطان نظام الدین اولیاؒ کے دوست اور مُرید بھی۔

اپنی تمام مصروفیات کے باوجود انھوں نے فن اور اصولِ نغمہ پر بہت کچھ لکھا۔ انھوں نے کئی نئے راگوں اور راگنیوں کی طرح ڈالی۔

ان کے زمانے میں ایک مُغنّی نائیک گوپال تھا۔ ہندوستان بھر میں مشہور تھا۔ وہ خود بھی کئی ایک راگ راگنیاں بنا چکا تھا۔

سلطان علاؤالدین خلجی نے ایک دفعہ اسے اپنے دربار میں طلب کیا۔ نائیک گوپال اپنے فن میں بڑا مغرور تھا۔ امیر خسرو نے ایک ترکیب نکالی جس سے وہ اپنا غرور چھوڑ دے۔

گوپال نے دربار میں چھ نشستوں میں اپنے راگ راگنیاں سُنائیں۔ امیر خسرو تختِ شاہی کے نیچے چھُپے رہے۔ ساتویں نشست میں امیر نے گوپال کے تمام راگ اور راگنیاں

Marfat.com

کمال صحت کے ساتھ ادا کیں اور دعویٰ کیا کہ یہ راگ راگنیاں وہ خود پہلے ہی بنا چکے ہیں۔ گوپال حیران تھا۔ مگر آخر کار آئین نے سچ بات بتا دی اور دونوں نے ایک دوسرے کا فن تسلیم کیا۔

○

اسلام یا جزیہ

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں اسلامی دولت مشترکہ میں ایک کروڑ بیس لاکھ درہم جزیہ کے طور پر طے ہوتا تھا، حضرت معاویہؓ کے زمانے میں یہ رقم پچاس لاکھ رہ گئی کیونکہ بے شمار لوگ خود مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں یہ رقم اور بھی کم ہوگئی۔

مصر کے گورنر نے خلیفہ کو لکھا کہ آئندہ کے لیے یہ تجویز کیا جائے کہ جو جزیہ ادا کرنے والا غیر مسلم مسلمان ہوگا اس کا جزیہ معاف نہیں ہوگا۔

خلیفہ نے جواب میں لکھا:

"مجھے خوشی ہوگی اگر تمام عیسائی مسلمان ہو جائیں اور جزیہ کی ایک کوڑی بھی نہ آئے۔ خدا نے رسولؐ کو جزیہ وصول کرنے والا محاصل بنا کے نہیں بھیجا تھا بلکہ انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔"

Marfat.com

تبلیغ اسلام

پندرھویں صدی عیسوی کے آغاز میں ابنِ سلیم آصوانی لکھتا ہے کہ وہ توبیہ کے عیسائی سردار کے دربار میں ایک شخص کو ملا جس نے اسے بتایا کہ وہ ایک ایسے شہر کا رہنے والا ہے جو نیل سے تین ماہ کے سفر پر واقعہ ہے۔

میں نے پوچھا: تیرا مذہب کیا ہے؟

اس نے جواب دیا:

"میرا اور تمہارا پیدا کرنے والا خدا ہے۔ تمام جہانوں اور انسانوں کا خالق ایک ہی ہے۔ وہ آسمانوں میں رہتا ہے جب بارش کی قلت ہوتی ہے یا ایسی وبا پھیلتی ہے جو ہمارے مویشی کھا جاتی ہے تو ہم لوگ ایک پہاڑی پر چڑھ کر دُعا مانگتے ہیں۔ ہم ابھی پہاڑی سے اُترتے بھی نہیں کہ دُعا قبول ہو چکی ہوتی ہے۔

جب میں نے پوچھا کہ تمہارے درمیان کوئی نبی نہیں آیا؟

تو اس نے کہا، نہیں۔

پھر میں نے ان کو حضرات الانبیاؑ موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور محمد رسول اللہؐ کی نسبت اور ان کے پیغام کی نسبت بتایا

Marfat.com

اور ان کے معجزات کا حال سُنایا تو اس نے کہا :
"ضرور یہ لوگ سچے ہوں گے۔ اگر وہ معجزات کے ر آتے اور اگر ان سے معجزات صادر ہوئے تو میں ان پر ایمان لاتا ہوں۔"

○

اِسلام کی فضیلت

سترھویں صدی عیسوی میں حبشہ میں اسلام کی تبلیغ کا ایک بہت بڑا سبب یہ تھا کہ لوگ مسلمانوں کے اعلیٰ اور بلند اخلاق کے قائل تھے۔ خود عیسائی لوگ اس بات کا اعتراف کرتے تھے۔

اپل کہتا ہے کہ اس نے حبشہ کا سفر کیا اور اکثر جگہ یہ دیکھا کہ جب بھی ملک میں ایسے اہل کار کی ضرورت ہُوئی جہاں اعتماد اور دیانت داری لازمی تصور کیے جاتے ہوں، تو بلا استثنا ایک مسلمان کا ہی انتخاب ہوتا۔ عیسائیوں کو اعتراف تھا کہ مسلمان محنتی اور ہوشیار ہیں۔ ہر مسلمان اپنے بچوں کو خود تعلیم دیتا اور عیسائی صرف ایسے بچے کو تعلیم دلواتے جس کو پادری بنانا ہوتا۔

سلطنتِ سرویا میں ۱۳۷۵ء میں ترکوں کی باجگزار ریاست تھی مگر اس نے ۱۳۸۹ء میں اپنی رہی سہی آزادی ایک شکست سے کھو دی۔

شاہ سرویا اور سلطانِ ترکی دونوں میدانِ جنگ میں مارے گئے۔ سرویا کے شہزادہ سٹیفن نے ترکی کے نئے سلطان بایزید سے دوستی کا معاہدہ کر لیا جس کی رُو سے ترکی کی اطاعت قبول کرلی اور سٹیفن نے اپنی بہن کی شادی بایزید سے کردی اور اس طرح ان کے آپس کے تعلقات اور بھی مستحکم ہو گئے۔ بعد میں کئی ایک جنگوں میں سٹیفن نے بایزید کی نہایت خلوص، جواں مردی اور شجاعت سے مدد کی۔ ۱۴۰۲ء میں انگورہ کے میدان میں جب ترکی سلطنت کو تیمور نے فنا کر دیا اور بایزید کو قید کر دیا، اس وقت بھی سٹیفن اپنے بہنوئی کے شانہ بشانہ لڑا بلکہ بایزید کے لڑکوں کی مدد کرتا رہا حتّٰی کہ انھوں نے باپ کی کھوئی ہوئی حکومت دوبارہ حاصل کر لی۔

سٹیفن کے بعد اس کا لڑکا نیم آزاد تھا مگر ۱۳۴۸ میں اس نے بغاوت کر دی تو ترکوں نے اس کے

Marfat.com

ملک پر قبضہ کر لیا۔

سردیہ کچھ عرصہ کے لیے ہنگری کے ماتحت رہا مگر جان نہاد کی شکست جو اس کو ۱۴۴۴ء میں ہوئی۔ اس کے سبب وہ ترکی کا دوبارہ باجگزار بن گیا۔ اور ۱۴۵۹ء میں مکمل طور پر ترکی کا صوبہ بن گیا۔

ابوالہذیل

ابوالہذیل کا پورا نام محمد بن الہذیل بن عبداللہ بن مکحول تھا۔ ۱۳۱ھ میں پیدا ہوا۔ ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ علم الکلام میں سب سے پہلے اس نے ایک کتاب لکھی وہ جب مجوسیوں اور ملحدوں سے مناظرہ کرتا تو اس کا یہ اثر ہوتا کہ مخالفین اسلام سے آتے۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ بہت سے مجوسی ابوالہذیل سے مناظرہ کرنے آئے۔ ابوالہذیل نے سب کو زیر کر لیا۔ ان میں مہلاس نامی ایک مجوسی تھا وہ اسی وقت اسلام لے آیا۔ ابوالہذیل کی ایک تصنیف کا نام بھی مہلاس ہے۔

شرح ملل ونحل میں ہے کہ تین ہزار شخص اس کے ہاتھ پر اسلام لے آئے۔ مامون رشید کے دربار میں جتنے علماء تھے ان میں سب سے پیشرو ابوالہذیل اور نظام تھے۔ حکومت کی طرف سے ابوالہذیل کے لیے سات ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر تھا وہ

Marfat.com

یہ ساری رقم اہل علم پر خرچ کر ڈالتا۔

اس کو معقولات کے علاوہ ادبیات میں بھی کمال حاصل تھا۔ ایک دفعہ وہ مامون رشید کے دربار میں گیا۔ ثمامہ جو مامون کے دربار کا مشہور فاضل تھا' دربار میں حاضر تھا۔ ابوالہذیل ثمامہ سے بات کرتا تو خالی اس کا نام لیتا حالانکہ خود خلیفہ ثمامہ سے بات کرتا تو اس کو اس کے لقب سے پکارتا۔ ثمامہ کو اس پر ملال ہوا۔ لیکن ثمامہ کا اپنا بیان ہے کہ جب ابوالہذیل نے سند کے طور پر سات سو شعر زبانی سنا دیے تو میں نے بے اختیار کہا: تو میرا نام لے یا لقب سے پکارے۔ تجھ کو سب کچھ جائز ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے ابوالہذیل سے کہا میرے دل میں قرآن مجید کے متعلق بعض شبہات ہیں جو کسی طرح رفع نہیں ہوتے وہ یہ کہ بعض آیات آپس میں متصادم معلوم ہوتی ہیں۔ بعض آیات میں کچھ غلطیاں نظر آتی ہیں۔

ابوالہذیل نے کہا کہ ایک ایک آیت پر الگ الگ بحث کروں یا ایسا اجمالی جواب دوں کہ تمام شبہات دور ہوجائیں۔ معترض نے کہا اجمالی جواب فرمایئے۔

ابوالہذیل نے کہا یہ امر مسلم ہے کہ رسول اللہؐ عرب کے معزز اور شریف خاندان سے تھے۔ یہ بھی مسلم ہے کہ ان کی فصاحت و بلاغت پر کسی کو اعتراض نہ تھا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اہل عرب نے آنحضرت کو جھٹلانے اور نکتہ چینی کرنے

Marfat.com

کا کوئی پہلو اُٹھا نہیں رکھا۔ اب غور کرو کہ اہلِ عرب نے حضورؐ پر اور طرح کے اعتراض کیے ہیں لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ ان کی زبان دانی صحیح نہیں یا ان کی باتوں میں تناقض پایا جاتا ہے پھر جب ان لوگوں نے یہ اعتراضات نہیں کیے جو عربی زبان پر پورا عبور رکھتے تھے تو آج کون شخص ہے جو یہ اعتراض کرے۔

اسی زمانے میں صالح بن قدرس ایک مشہور نجومی تھا۔ وہ اس بات کا قائل تھا کہ مادہ کائنات دو چیزیں ہیں نور اور ظلمات۔ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں ان کے امتزاج سے عالم وجود میں آیا۔ ابوالہذیل کا صالح سے اس بات پر مناظرہ ہوا۔ ابوالہذیل نے پوچھا کہ امتزاج ان دونوں اشیاء سے الگ شے ہے یا ایک ہی چیز ہے؟ اب صالح نے دوسرا پہلو اختیار کیا۔ ابوالہذیل نے کہا دو چیزیں آپس میں ضد ہیں۔ خود بخود کیونکر مل سکتی ہیں اس لیے کوئی تیسرا ملانے والا چاہیے۔ وہی واجب الوجود خُدا ہے۔

○

ابنِ تیمیہ اور ابنِ رشد کے بعد بلکہ ان کے زمانے میں مسلمانوں میں جو عقلی تنزل آ چکا تھا' اس کے پیش نظر اب یہ مایوسی پھیل چکی تھی کہ مستقبل میں کم ہی کوئی صاحب دل و دماغ مسلمان قوم میں پیدا ہوگا۔

Marfat.com

Form 22

ت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھانا تھا۔ آخر زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ ۴ شوال ۱۲۱۴ھ کو بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ تاریخی نام عظیم الدین تھا۔

پانچویں برس کتب میں بیٹھے۔ ساتویں برس نماز شروع کی اسی سال کے آخر میں قرآن پاک ختم کیا۔ فارسی زبان کی تحصیل شروع کی۔ دسویں برس ملا ختم ہوئی۔ چودھویں برس شادی ہوئی۔

پندرھویں برس سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ اسی سال کتب درسیہ سے فراغت پائی اور آپ کے والد محترم شاہ عبدالرحیم نے آپ کو درس قرآن کی اجازت دے دی۔

بارہ برس درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر حرمین شریف تشریف لے گئے۔ حج کیا۔ دو برس حرمین میں رہے، یہاں شیخ ابو طاہر اور دیگر محدثین سے حدیث تکمیل کی۔ ۱۲۴۵ھ میں وطن واپس آئے۔

آپ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ درحقیقت علم الکلام کی روح رواں ہے جس میں انھوں نے حقائق اور اسرار شریعت بیان کیے۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں جس طرح آنحضرتؐ کو قرآن کا معجزہ عطا ہوا جس کا جواب عرب وعجم میں پیدا نہ ہوسکا، اسی طرح آپ کو جو شریعت عطا ہوئی وہ بھی معجزہ تھی کیونکہ اس شریعت کا وضع کرنا جو ہر طرح اور ہر لحاظ سے کامل ہے، طاقتِ انسانی سے باہر ہے۔

Marfat.com

بصائر

تاریخِ اسلام سے منتخب سچّی کہانیاں

پانچواں حصّہ

مؤلفہ

محمود احمد خان پی سی ایس (ریٹائرڈ) سابق آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی

حکومت پنجاب

مقام اشاعت

۲۔ رسالہ بازار۔ پرانی انارکلی لاہور

Marfat.com